’’سیرت نبویؐ کے بعض پہلوؤں پر مستشرقین کے اعتراضات‘‘ (حصہ دوم)

*ڈاکٹر دوست محمد خان

پرورش وتربیت اور قبل از بعثت واقعات:

مستشرقین سے سینکڑوں سال پہلے گزرے ہوئے ان کے پیش رو اہل کتاب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿یَآھْلَ الْکِتَابِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾(۵۱)

ترجمہ:۔’’اے اہل کتاب تم حق کو باطل میں کیوں گڈمڈ کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے ہو درآنحالیکہ تم جانتے بھی ہو۔‘‘

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّ مِنْھُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالْکِتَابِ وَمَا ھُوَ مِنَ الْکِتَابِ وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾(۵۲)

ترجمہ:’’اوران اھل کتاب میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (توریت) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا اور خدا پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے متذکرہ بالا دونوں فرمان آج کے بیشتر مستشرقین پر پوری طرح منطبق ہوتے ہیں کیونکہ ان مستشرقین کی تصنیفات دیکھنے اور پڑھنے کے بعد ایک غیر جانبدار قاری کے سامنے جو صورت حال سامنے آتی ہے اس کو مدنظر رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کتب کے مصنفین اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے نادر اور انوکھی باتیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنے میں مصروف ہیں اور جب کبھی اس میں انہیں ناکامی ہوتی ہے تو خود اپنے ذہن کے قوت تخیّلہ کو کام میں لاتے ہیں اور اس قسم کی باتیں اختراع کرتے ہیں اور انہیں حقائق کا لبادہ اُڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے اکثر مستشرقین کے ہاں چند بنیادی غلطیوں کا پایا جانا معمول بن گیا ہے۔ اس سلسلے میں ان سے اکثر لفظی، فکری، حسی اور بعض اوقات موضوع سے مصنف کی عدم واقفیت کی بناء پر

*ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ سنٹر، پشاور یونیورسٹی، پشاور

غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اور ان تہہ بر تہہ اور زبردست غلطیوں کے اسباب وعوامل علوم ومعارف اسلامیہ کی وسعت، مستشرقین کا مبہم انداز بیان، اسلام اور پیغمبرؐ اسلام کے خلاف ان کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی زندگی کے جو واقعات ہیں وہ مستشرقین نے اپنی کتابوں میں قصے کے طور پر درج کئے ہیں اور ان کیلئے اکثر Story یا Tale کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اب مستشرقین کا نبی کریم ﷺ کے واقعات زندگی کیلئے اس لفظ کا استعمال دو باتوں کی غمازی کرتا ہے:

۱- موضوع سے مصنف کی عدم واقفیت؛

۲- اس قسم کے واقعات کیلئے غیر معتبر کتب، یعنی سفرناموں، افسانوں، ناولوں اور مزاحیہ نگار صحافیوں کی کتب پر اعتماد اور بطور ماخذ ومصدر استعمال۔

نبی کریم ﷺ کی رضاعت اور شق صدر کے واقعات:

مندرجہ بالا طرز عمل کو اپناتے ہوئے مشہور مستشرق "منٹگمری واٹ" آپؐ کے ابتدائی واقعات زندگی بیان کرتے ہوئے چار صفحات آپؐ کے آیام رضاعت سے سفر شام تک کیلئے مختص کرتے ہیں لیکن ان واقعات کے بیان کرنے سے پہلے اپنی عالمانہ اور ناقدانہ رائے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "These are the main facts about the life of Muhammad prior to his marriage from the point of view of the secular historian, and arguments have been brought against even some of these. There is also, however, a large number of stories of what might be called a theological character. It is almost certain that they are not true in the realistic sense of the secular historian, for they purport to describe facts to which we might reasonably have expected some reference at

later periods of Muhammad's life; but there is no such reference. Yet they certainly express something of the significance of Muhammad for believing Muslims, and in that sense are true for them and a fitting prologue to the life of their prophet."(53)

منٹگمری واٹ کے نزدیک یہ قصے دینی انداز کے ہیں مگر ایک سیکولر مؤرخ (واٹ۔ اور ان جیسے دیگر مستشرقین) کے نزدیک صحیح نہیں ہیں یہ اس لئے کہ ان واقعات کا ذکر محمد ﷺ کی آئندہ زندگی میں نہیں کیا جاتا، اور نہ ان کی کوئی سند ہے۔ اور ساتھ ہی مصنف یہ بھی بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ راسخ العقیدہ مسلمان ان واقعات کو اہمیت دیتے ہیں اور ان کیلئے سچے ہیں اور ان کے پیغمبر کی زندگی کے لئے ایک مناسب دیباچہ ہے۔ اس بیان کو جاری رکھتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں کہ شاید ان کے بیان کرنے کا طریقہ ایسا ہے کہ جیسے آنکھوں دیکھا حال (With eyes to see) ہے۔

پھر اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ کا آپؐ کو رضاعت کیلئے لینا، اور ان کو اتنا دودھ ہونا کہ آپؐ کے ساتھ آپؐ کے رضاعی بھائی کا بھی خوب سیر ہو کر پینا، لاغر اونٹنی کا فربہ ہونا اور اس میں دودھ کا زیادہ ہونا، حارث کی گدھی کا تیز چلنا اور چراگاہوں کا شاداب ہونا، وغیرہ واقعات بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد شق صدر کی تفصیل ہے اور حضرت آمنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آپؐ جب ان کے پیٹ میں تھے تو ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس نے بصرہ کے محل کو منور کیا پھر اس میں حضرت ابوطالب کے ساتھ آپؐ کے سفر شام کا ذکر ہے جہاں عیسائی راہب بحیرہ سے ملاقات ہوئی اس نے آپؐ کی نبوت کی بشارت دی اور بہت سی نصیحتیں کیں:

نبی کریم ﷺ کے بچپن سے لیکر حضرت خدیجہؓ سے شادی تک کے واقعات تمام سیرت نگار مستشرقین نے اپنے اپنے انداز اور الفاظ میں کم وبیش بیان کئے ہیں اور حیرت انگیز حد تک انہوں نے جن واقعات کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے، متماثل اور متشابہہ ہیں:

اس سلسلے کے چیدہ چیدہ مستشرقین میں واشنگٹن ارونگ (Washington Irving)، مصنف

(Life of Mohamet, N.Y. 1811)، ڈی۔ایس مارگولیتھ (D.S. Margoliouth) مصنف (Muhammad and the Rise of Islam. New Yark, 1905)، ای۔ درمنگھم (Dermenghem E.) مصنف (La vie de Mahomet. Paris 1929)، سرولیم میور (Sir William Muer)، مصنف (The Life of Mohamet from original soruces. London 1877)، منٹگمری واٹ (W.M. Watt)، مصنف (Muhammad at Mecca -1953, Muhammad at Medina - 1956 and Muhammad, Prophet and the statesman, London, 1951)، ڈاکٹر ھنری سٹب (Dr. Henry Stubb)، مصنف (Rise and Progress of Muhammadanism, Lahore 1911) اور میکسم روڈنسن (Maxim Rodinsom)، مصنف (Muhammad, Press - 1961)، شامل ہیں:

متذکرہ مستشرقین کے علاوہ اور بھی ایسے مستشرقین ہیں جنہوں نے آپؐ کی حیات مبارکہ پر قلم اُٹھایا ہے تو آپؐ کے ابتدائی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات کو اپنے مزاج، مقصد اور نقد علم کے مطابق کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے کھیل کود اور شق صدر کا واقعہ:

واشنگٹن اروِنگ اور منٹگمری واٹ نے دیگر مستشرقین کی طرح بچپن میں آپؐ کے شق صدر کے واقعہ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور پھر اس پر نقد و تبصرہ کیا ہے اور نتیجتاً اس واقعہ سے انکار کیا ہے۔ شق صدر کے واقعہ سے مستشرقین کا انکار کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن اس واقعہ سے متعلق مسلمان ارباب علم و تحقیق بالخصوص ابن اسحاق اور طبری کی غیر مستند روایتیں بیان کر کے وہ اس طرز روایت کے ذریعے یہ نظریہ پھیلانا چاہتے ہیں کہ سیرت رسول ﷺ میں اس قسم کے بے شمار غیر مستند روایات کو مسلمانوں نے دین کا حصہ بنایا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یوں نہیں ہے۔ واشنگٹن اروِنگ جیسا مستشرق واقعہ شق کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس دوران کہ محمد ﷺ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ کھیتوں میں کھیل رہے تھے''۔(۵۴).اس کے بعد شق صدر کا پورا واقعہ ذکر کیا ہے۔ واشنگٹن اروِنگ نے یہ بھی دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی کہ اس زمانے میں عرب کے صحراؤں میں ''کھیتوں'' کا کیا کام تھا۔ سیرت ابن ھشام میں شق صدر کا واقعہ صرف اس قدر ہے کہ ''حلیمہ

کی روایت ہے کہ ہم محمدﷺ کولیکر واپس اپنے گھر آ ئے تو چند مہینے بعد ایک دن محمدﷺ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے بھیڑ بکریوں کے گلے میں کھیل رہے تھے کہ اچانک ان کا بھائی ہمارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہنے لگا کہ ہمارے قریشی بھائی کو دو سفید لباس پہنے ہوئے آدمیوں نے پکڑ کر (۵۵) پھراس کے بعد پورا واقعہ ہے۔

اسی سے ملتی جلتی روایت ''البدایہ والنہایہ'' میں بھی ہے کہ ''حلیمہ روایت کرتی ہیں کہ ہمارے یہاں آنے کے دو تین مہینے بعد وہ (محمدؐ) اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بھیڑوں کے ریوڑ میں ہمارے گھروں کے پیچھے تھے کہ ان کا بھائی دوڑتا ہوا آیا۔(۵۶)

واقعہ شق صدر اور اختلاف روایات:

آنحضرتﷺ کا رضاعت کیلئے حضرت حلیمہ سعدیہ کے حوالہ کرنے کے بعد شق صدر تک اکثر و بیشتر واقعات جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا، ابن اسحاق کی روایتیں ہیں جو مسلمان ارباب سیر اور اہل تحقیق کے نزدیک تمام کی تمام غیر مستند سمجھی گئی ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی نے ان سب کو غیر معتبر ہونے کی بناء پر رد کر دیا ہے اور اپنی مشہور کتاب سیرت النبیؐ میں ان واقعات کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔

ابن اسحاق کی یہ روایت اکثر مسلمان محققین کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ''اب رہ گئی وہ روایت جس میں حلیمہؓ سعدیہ کے ہاں قیام کے زمانہ میں شق صدر کا واقعہ ہے، یہ روایت سات مختلف سلسلوں سے اور مختلف صحابیوں سے لوگوں نے نقل کی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ ان میں دو سلسلوں کے علاوہ بقیہ سلسلے صحت اور قوت سے تمام تر خالی ہیں اور ان میں بعض ایسی لغو باتیں شامل ہیں جو اس کو درجۂ اعتبار سے گرا دیتی ہیں۔'' (۵۷)

سر سید احمد خان نے سر ولیم میور (Sir William Muer) کی "Life of Muhammad" کے جواب میں تاریخی کتاب ''خطباتِ احمدیہ'' لکھی تھی اس میں انہوں نے مستشرقین کے اس طرز عمل کی پر زور تردید کی اور لکھا کہ ''عیسائی مصنف ایک بڑی غلطی میں پڑے ہیں وہ اپنے یہاں کی مقدس کتابوں کو جن میں کتب تواریخ اور سلوک اور قضاۃ وغیرہ شامل ہیں اور توریٰت وانجیل کے ان تمام مقاموں کو جن میں تاریخی واقعات بیان ہوئے ہیں بمنزلہ وحی یعنی کلام الٰہی کے برابر سمجھتے ہیں اور ان سب کو ہر طرح کی غلطی اور خطا سے پاک جانتے ہیں حالانکہ ان

میں بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں اس طرح انہوں نے خیال کرلیا ہے کہ مسلمان بھی اپنی حدیثوں اور روایتوں کو ایسا ہی بے نقص سمجھتے ہوں گے اور اس خیال خام سے انہوں نے مسلمانوں کی تمام حدیثوں کو نا قابل خطا تصور کر کے اسلام پر نہایت سخت طعن و تشنیع کی ہے حالانکہ وہ خود بڑی غلطی میں پڑے ہیں کیونکہ مسلمان اپنے یہاں کی روایات و احادیث اسی نظر سے دیکھتے ہیں جیسے کہ اور تواریخ کے واقعات کو دیکھتے ہیں اور ان کو یوں ہی ممکن الخطا خیال کرتے ہیں۔ مسلمان اپنے یہاں کی حدیثوں اور روایتوں کو اسی وقت صحیح سمجھتے ہیں جب ان کیلئے کافی ثبوت اور معتمد سند پاتے ہیں۔ یہ روایتیں جو ''شرح السنہ'' اور ''دارمی'' میں مذکور ہیں صحت سے بہت دور ہیں۔ بعض علمائے اسلام ان کو محض نا قابل اعتبار سمجھتے ہیں اور بیہودہ افسانے خیال کرتے ہیں جو محض جہلا کو خوش کرنے کے لئے گھڑے گئے ہیں۔ پس عیسائی مصنفوں اور مؤرخوں نے اس بات میں بڑی غلطی کی ہے کہ نامعتّبر روایتوں کی بنیاد پر اسلام پر اعتراض کیا ہے۔''(۵۸)

سرسید نے یہ بات آج سے ۱۳۸ برس پہلے لکھی تھی مگر یہ مستشرقین دوسروں کی کب سنتے ہیں وہ تو اپنی سی کہنا جانتے ہیں۔

مصری سیرت نگار محمد حسین ھیکل شق صدر کے واقعہ کے سلسلے میں ابن اسحاق اور طبری دونوں کی روایتیں بیان کر کے یہ تبصرہ پیش کرتے ہیں کہ ''یہ روایت ابن اسحٰق کی ہے مگر وہ خود اس کی تحلیل میں فرماتے ہیں کہ'' آپؐ کا مکہ معظّمہ میں لے جانا تو ثابت ہے لیکن شق صدر کی وجہ سے نہیں بلکہ حلیمہ نے جناب آمنہ سے عرض کیا۔ اے بی بی! اب ہمارے لئے صاحبزادہ کو اپنے پاس رکھنے میں بڑی دشواری ہوگئی ہے اس روز حبشہ کے نصاریٰ کا ایک قافلہ ہمارے خیموں کے قریب سے گذرا تو صاحبزادہ کو دیکھ کر سب نے اپنے اپنے اونٹوں کی مہاریں کھینچ لیں، صاحبزادہ کی طرف نہایت غور سے دیکھنے کے بعد کئی سوال مجھ سے بھی کئے۔ آخر میں مجھ سے کہا ہمیں اس بچے کو اپنے ملک میں لے جانے کی اجازت دیجئے اس بچے کی ذات کے ساتھ ایک عظیم الشان ظہور وابستہ ہے جسے ہم (اہل کتاب) سمجھتے ہیں۔''

اسی طرح طبری نے شق صدر کا واقعہ بیان کرنے کے باوجود اس میں شک پیدا کردیا ہے کہ وہ (طبری) ایک موقعہ پر تو اسی کم سنی میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں، اور دوسری مرتبہ یہی واقعہ آپؐ کے (۴۰) سال کے سن میں

بعثت سے ذرا قبل:

محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ مستشرقین واقعہ شق صدر سے انکار سائنسی اور عقلی توجیہات کی بناء پر کرتے ہیں اور بعض مسلمان ارباب سیرت روایات میں تناقص اور سند میں ضعف کی وجہ سے انکاری ہیں۔(۵۹)

بعض مستشرقین اس واقعہ کی توجیہہ طبی نقطہ نظر سے کرتے ہیں، جیسے سر ولیم میور دو سفید پوش مردوں کا ذکر کرنے سے پہلوتہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''شاید یہ کسی ایسے عصبی مرض کا اچانک حملہ ہو جس کا اثر آپ کے مضبوط بدن پر تو نہ ہو سکا مگر اس واقعہ سے گھبرا کر حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں صاحبزادے کو آمنہ کے پاس لے گئے کہ آپ انہیں واپس ہی لے لیجئے....'' (۶۰) حالانکہ یہ بات قطعی غلط اور ناقابل قبول ہے اس لئے کہ حضرت محمد ﷺ کی پوری زندگی میں کبھی آپؐ پر مرگی یا دوسرے کسی عصبی مرض کا ادنی سا اثر بھی نہیں پایا گیا اور نہ کسی مسلمان مؤرخ یا سیرت نگار نے اس طرف کہیں ہلکا سا بھی اشارہ کیا ہے۔خدا جانے مستشرقین نے کس دلیل اور ثبوت کے تحت یہ بات لکھ ڈالی۔

درمنگھم (Dermanghem E.) لکھتے ہیں کہ مسلمان سیرت نگاروں نے قرآنی آیات ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ o وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِی اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾(۶۱)''کیا ہم نے تیرے لئے تیرے سینہ کو کھول نہیں دیا اور تجھ سے تیرے اس بوجھ کو ہٹا نہیں دیا جس نے تیری پیٹھ کو توڑ دیا۔'' کی بناء پر وضع کیا گیا:

امیل ڈرمنگھم اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> "Neurotics, false mystics and authentic visionaries present certain phenomena in common. The one is purely passive; the other is active and creative. At the most we might say that the morbid tendency may facilitate tvances in their turn, would increase tendency."(62)

سر ولیم میور بھی شق صدر کے واقعہ کے متعلق یہی نظریہ رکھتے ہیں کہ آپؐ پر "Epilectic Fits" یعنی مرگی کا دورہ پڑا تھا۔ لکھتے ہیں:

> "The event which occured in Muhammad's easly childhood when he was living with Halimah is evidence of epilectic." (63)

مسلمان مؤرخین کی مندرجہ بالا مؤقف کی ولیم میور خود بھی اسی کتاب میں تائید کرتے نظر آتے ہیں: آپ ؐ کی صحت اور خدوخال کا ذکر کرتے ہوئے میور لکھتے ہیں:

> "Edowed with a refined mind and delicate taste, reserved and mediative, he lived much within himself, and the ponderings of his heart no doubt supplied occupation for leisure hours by others of a lower stamp, in rude sports and profligacy."(64)

محمد حسین ہیکل شق صدر کے واقعہ کے نفی کے سلسلے میں ایک اور دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ ’’مستشرقین اہل تحقیق اور مسلمان ارباب علم (دونوں) شق صدر کے اس لئے بھی خلاف ہیں کہ آپ ؐ کی پوری زندگی جن مصائب وحوارث کی آماجگاہ بنی رہی ان کی برداشت سے آپ ؐ کے انسان کامل ہونے کا اندازہ آسانی سے ہوسکتا ہے کہ جن کی وجہ سے آپ ؐ رسالت کی قابلیت اور تکمیل کے لئے دوسرے انبیاء کرام ؑ کی طرح کسی معجزہ کے دست نگر نہ تھے۔ اِن حضرات (مستشرقین) کے پاس عرب وعجم ہر جگہ کے مسلمان مؤرخین کی یہ سند بھی موجود ہے کہ ’’سیرۃ النبی ﷺ میں جو بات خلاف عقل ہو اسے تسلیم نہ کیجئے‘‘ کیونکہ آپ ؐ کی ذات کے ساتھ جن خوارق کا تعلق پیدا کیا گیا ہے نہ تو ان کی روایت میں تمام راوی متفق ہیں اور نہ وہ ان معجزات کو ’’خلق‘‘ میں اصول قرآنی ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃَ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً﴾ ہی کے مطابق پاتے ہیں اور قرآن تو مشرقین کی اس وجہ سے مذمت کرتا ہے کہ یہ سوجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے۔

﴿اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا فَإِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْﷺبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِo﴾(٦٥)

ترجمہ: ''(منکرین توحید) زمین پر تو چلتے پھرتے ہی ہیں ان کے پہلو میں دل بھی موجود ہیں مگر وہ عقل سے کام نہیں لیتے ان کے کان بھی ہیں مگر وہ آوازۂ حق سنتے ہی نہیں بات یہ ہے کہ ظاہری آنکھیں تو خطا نہیں کرتیں ان کے دل ہی اندھے ہوگئے ہیں۔''

شق صدر اور سید سلیمان ندوی کی تحقیق:

سید سلیمان ندوی اسی واقعہ سے متعلق تمام روایات اور ان کی اسناد ذکر کر کے جرح و تعدیل کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ روایت و درایت کی شرائط پر پورا نہیں اُترتا۔

آخر میں بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کی شکل شمائل کا ایک ایک حرف جسم اطہر کے ایک ایک خدو خال کی کیفیت صحابہؓ نے بیان کی ہے مگر کسی نے سینۂ مبارک کے ان نمایاں ٹانکوں کا نام نہیں لیا ایسی حالت میں واقعہ کی یہ صورت کیونکر تسلیم ہوسکتی۔''

شق صدر کی حیثیت کے تحت علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ علمائے ظاہرین اس واقعہ کے ظاہر کے الفاظ کے جو عام اور سیدھے سادھے معنی سمجھتے ہیں کہ واقعی سینۂ مبارک چاک کیا گیا اور قلب اقدس کو آب زمزم سے دھوکر ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ اس کو ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ لیکن صوفیائے حقیقت اور عرفائے رمز شناس ان الفاظ کے کچھ اور معنی سمجھتے ہیں۔ اور ان تمام غیر محتمل الالفاظ کو تمثیل کے رنگ میں دیکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ عالم برزخ کے حقائق ہیں جہاں روحانی کیفیات جسمانی اشکال میں اسی طرح نظر آتے ہیں۔ جس طرح حالتِ خواب میں تمثیلی واقعات جسمانی رنگ میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اور جہاں معنی اجسام کی صورت میں متمثل ہوتے ہیں۔ (٦٦)

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

''لیکن سینہ کا چاک کرنا اور اس کو ایمان سے بھرنا، اس کی حقیقت انوار الملکیہ کا روح پر غالب ہوجانا اور طبیعت بشری کے شعلہ کا بجھ جانا اور عالم بالا سے جو فیضان ہو تو اس کے قبول کے لئے طبیعت کا آمادہ ہوجانا ہے۔'' (٦٧)

پھر آخر میں سید سلیمان ندویؒ اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ہمارے نزدیک صحیح اصطلاح شرح صدر ہے جیسا کہ صحیح مسلم باب الاسراء میں حضرت مالک بن صعصعہ کی روایت میں مذکور ہے۔ ﴿فشرح صدری الی

کذا وکذا﴾ ''میرا سینہ یہاں سے یہاں تک کھولا گیا۔''

اور قرآن مجید کی اس سورت میں جیسا کہ ترمذی میں ہے اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ o وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾۔

شرح کے لغوی معنی عربی میں ''چیرنے پھاڑنے'' کے ہیں اسی سے طب کی اصطلاح ''علم تشریح'' اور ''تشریح اجسام'' نکلی ہے۔ چونکہ چیرنے پھاڑنے سے اندر کی چیز کھل کر نمایاں ہو جاتی ہے اس لئے اس سے ''تشریح امر'' اور ''تشریح بیان'' اور تشریح کلام'' اور ''شرح کتاب'' وغیرہ مجازی معنی پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سے ایک اور محاورہ ''شرح صدر'' کا پیدا ہوا ہے جس کے معنی سینہ کھول دینے کے ہیں اور کلام عرب میں اس کا مقصد بات کا سمجھا دینا اور اس کی ''حقیقت واضح کر دینا'' ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں یہ محاورہ بکثرت استعمال ہوا ہے۔''(۶۸)

اب جہاں تک اس واقعہ کے متعلق مستشرقین کا مؤقف ہے تو اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ بقول شبلی نعمانی ''مستشرقین نے تقریباً ہر معاملہ میں رنگ آرائی کیلئے سیاہی ہمارے ہی ہاں سے مستعار لی ہے۔''(۶۹)

نبی کریم ﷺ کی عمر نوجوانی اور مراسم شرک وجاہلیت سے اجتناب:

احادیث صحیحہ اور ثقّہ مسلمان سیرت نگاروں کی رو سے یہ بات قطعاً ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ بچپن اور نوجوانی میں بھی جب کہ نبوت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے مکہ کی اکثریتی آبادی کے برعکس شرک، بت پرستی اور دیگر فضولیات سے ہمیشہ گریزاں رہے۔ مؤرخین اور سیرت نگار یہاں تک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ نے کمسنی میں اپنے محلّہ کے ایک مکان میں شادی کی تقریب کے موقعہ پر گانے بجانے کی آواز سن کر وہاں جانے کا ارادہ کیا لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے ہی نیند نے آلیا اور صبح تک سوئے رہے یہاں تک کہ دھوپ کی گرمی سے بیدار ہوئے۔''(۷۰)

جہاں تک بت پرستی کا تعلق ہے تو یہ بہت بڑی بات ہے آپؐ نے نبوت سے پہلے کسی بت کے نام کا ذبیحہ تک تناول نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ آپؐ کے سامنے کھانا لا کر رکھا گیا یہ کھانا بتوں کے چڑھاوے کا تھا اور جو جانور ذبح کیا گیا تھا وہ کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا تھا، آپ نے کھانا کھانے سے انکار کیا۔''(۷۱)

اسلام سے پہلے آپؐ کی قوم بوانہ نامی ایک بت کا سالانہ جشن منایا کرتی تھی جس کی تقریب میں شرکت سے آپ صاف انکار فرما دیتے تھے حتّٰی کہ اس بات پر آپؐ کے چچا ابو طالب اور آپؐ کی پھوپھیاں آپؐ پر غصّہ کیا

کرتی تھیں۔آپؐ نے کبھی کسی بت کا ذبیحہ نہیں چکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔آپؐ نے کبھی یہودیت یا نصرانیت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔آپؐ نے نہ کبھی جوا کھیلا اور نہ شراب پی، باوجودیکہ اس زمانہ میں اس کا وہاں عام رواج تھا۔آپؐ کے علاوہ قبل از بعثت مکہ میں اور بھی ایسے صالح فطرت لوگ موجود تھے جنھوں نے شراب کی آفات اور مفاسد کی وجہ سے اپنے اوپر شراب کو حرام کرلیا تھا چنانچہ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے اوپر شراب کر حرام کرر کھا تھا۔ پھر اسلام نے اس کی عام حرمت کا حکم صادر کردیا۔

زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی عربی رسم ہولناک ترین جرم اور شدید بربریت تھی جسے سن کر جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اسلام نے آکر اس قبیح رسم کو قطعاً ناجائز اور ممنوع قرار دیا اور ارشاد باری تعالیٰ میں اس کا ذکر کیا گیا:

﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ o بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾(۷۲)

ترجمہ:''جب زندہ درگور لڑکی سے سوال کیا جائیگا کہ اسے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا تھا۔''

لیکن ان سب واضح تصریحات کے باوجود مستشرقین نے دعویٰ کیا ہے کہ آپؐ کے عقائد اور اعمال میں جو تغیر و تبدیلی واقع ہوئی تو وہ نبوت کے بعد ہوئی ورنہ نبوت سے پہلے آپؐ کا طرز عمل اور طریقہ زندگی وہی تھا جو آپؐ کے خاندان اور قوم کا تھا۔

میکسم روڈنسن (Maxim Rodinson) نبی کریم ﷺ کی ابتدائی زندگی کے تسلسل میں لکھتے ہیں:

> "This is virtually all we know about the childhood and youngmanhood of the future Prophet, at least earlier sources before the proliferation of legends of all kinds grew out of all reasonable control. Obviously it is not very much, and we are on very shaky ground. And yet it would be interesting and, from historical point of view, extremly valuable to know what kind of

education he had. Muslim tradition insists that he had no dealing with thepagan cults of his nature city. this seems unlikely, and there are clear indications in his later life to suggest that, like every - one else, he practised the religion of his fathers. We are told elsewhere that he sacriticed a sheep to the goddess al-Uzza. One little known tradition has him offering meat which, had been sacrified to idols to a monotheist, who refused it and rebuked him."(73)

یہی بات مارگولیتھ(D.S. Margoliouth)اور اے گیلام(A. Guillaume)نے بھی لکھی جس کو مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہؓ رات کو سونے سے پہلے سونے کے بنے ہوئے ایک بت کی عبادت کرتے تھے جس کا نام عزّی('Uzza) تھا۔"

مارگولیتھ نے اپنی بات کو مدلل بنانے کیلئے مسند امام حنبلؒ سے ایک روایت بھی پیش کی ہے۔ روایت یہ ہے:

"حدثنی جار لخدیجة بنت خویلد انه سمع النبی ﷺ وَهو یقول لخدیجة ای خدیجة والله لَا اعبد اللات والعزّیٰ لا اعبد ابداً قال فتقول خدیجة حل اللات حل العزّی قال کانت صنهم التی کانوا یعبدون ثم یضطجعون"(۷۴)

ترجمہ: "مجھ سے خدیجہؓ بنت خویلد کے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے خدیجہ! خدا کی قسم میں کبھی لات و عزی کی عبادت نہیں کروں گا۔ خدیجہؓ کہتی تھی لات کو رہنے دو اور عزی کو رہنے دو، (یعنی ان کا

ذکر ہی نہ کیجئے)۔آپؐ نے فرمایا کہ لات وعربی وہ بت تھے جن کو عرب سونے سے
پہلے پوجتے تھے۔''

مصنف موصوف نے اس حوالے سے ایک اور دلیل بھی پیش کی ہے کہ آپؐ نے اپنے پہلے صاحبزادے کا نام عبدالعزیٰ رکھا تھا۔لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ آپ ؐ کو نبوت سے پہلے بتوں سے رغبت تھی۔موصوف لکھتے ہیں:

"The names of some of the children shows that their parents when they named them were idolaters."(75)

نبی کریم ﷺ کے بچوں کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل تھے:

حضرت القاسمؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ، طیب (عبداللہ)، طاھر، اور ابراھیم۔ ابراھیم حضرت ماریہؓ قبطہ کے بطن سے تھا اور باقی ساری اولاد حضرت خدیجہؓ سے تھی۔

اِن اسمائے گرامی میں تو کسی کا نام بھی بتوں سے مشابہت یا عقیدت کا آئینہ وار دکھائی نہیں دیتا۔

مولانا شبلی نعمانی نے امام بخاریؒ کی تالیف ''تاریخ صغیر'' میں موجود روایت میں آپؐ کے پہلے صاحبزادے کا نام گرامی ''عبدالعزیٰ'' کا ذکر کیا ہے لیکن اس روایت کے حوالہ سے محدثین کی آراء سے ثابت کیا ہے کہ یہ روایت فی نفسہٖ ثابت نہیں۔''(۷۶)

میکسم روڈنسن نے آپؐ کے مذکورہ صاحبزادے کا نام عبدالمناف "Abd Manaf" بتاتے ہیں:

"There also seem to have been `Abdallah, who may infact have been named, Abd Manaf, in token of respect to the diety Manaf."(77)

لیکن یورپین مؤرخین جن کی بنیاد صرف قیاس ورائے پر ہوتی ہے اگر اس قسم کے بے بنیاد واقعات بیان کریں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ڈرمنگھم (Emil Dermengham) نے اسی سے ملتے جلتے خیالات کا اظہار کیا ہے۔موصوف

لکھتے ہیں کہ ''نبوت سے پہلے محمدﷺ نے عزی کے نام ایک سفید بکری کی قربانی دی تھی۔'' (۷۸)

نبی کریمﷺ کے متعلق بعثت سے قبل کے دور میں بت پرستی اور توہم پرستی کے بارے میں سب زیادہ علمی بددیانتی (Intellectual Dishonesty) کا مرتکب ڈی۔ایس مارگولیتھ ہوا ہے۔ کیونکہ مارگولیتھ کے متعلق کیا جاتا ہے کہ وہ خود مسلمانوں سے بھی زیادہ اسلام کے متعلق جانتا تھا۔ ایل۔جی۔ ویکاہم (L.G. Wickham) اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> "Margoliouth built up a reputation of
> knowing Islamic things better than the Muslems
> themselves."(79)

لیکن اتنی بڑی علمی شہرت کے باوجود دنیا کی عظیم ترین شخصیت حضرت محمدﷺ کے متعلق اپنی شہرہ آفاق کتاب "Muhammad and The Rise of Islam" میں "Supestitionary Idolatory" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

> "of the superstition of the Arabs, which
> differ slightly, if at all, from those of other races,
> he (He pbuh) would seem to have imbibed a fair
> share."(80)

حالانکہ اس کی عبارت خود پکار پکار کے کہہ رہی ہے کہ مصنف کو اس بارے میں خود بھی یقین کامل نہیں ہے ورنہ وہ "he would seem to have"، جیسے الفاظ میں تحقیقی کام میں کبھی کام نہ لیتے۔

مارگولیتھ کے مطالعے کی وسعت اور اس کے اثرات کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ڈر منگھم نے بت کے نام پر سفید بکری کا خیال مارگولیتھ ہی سے اس فرق کے ساتھ اخذ کیا ہے کہ متاخر الذکر کے ہاں سفید کے بجائے خاکی بکری کا ذکر ہے۔

مارگولیتھ نے خاکی بکری کا مفروضہ ہے دلہاؤسن یا ولہوسن یا وہوزن (J. Wethausen 1844-1918) کی تصنیف "Reste Arabischen Heidentums" سے اخذ کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

"Muhammad confessed to having at one sacrified a grey sheep to al-'Uzza and probably did so more than once, since after his mission, he used to slaughtersheep for sacrifice with his own hands."(81)

مارگولیتھ اس حوالے سے ایک اور کہانی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"Prophet once invited Zayd b. `Amr, the famous monotheist of Makkah, to partake in a meal prepared with meat offered to idols. Zayd refused to eat and, that also turned Muhammad against such food."(82)

مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ میں صحیح بخاری کی اس روایت کو یوں ذکر کیا ہے کہ:

''ایک دفعہ قریش نے آپؐ کے سامنے کھانا لا کر رکھا، یہ کھانا بتوں کے چڑھاوے کا تھا، جو جانور ذبح کیا گیا تھا کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا تھا، آپؐ نے کھانے سے انکار کیا۔''(۸۳)

مولانا شبلی نعمانی اس پر اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ

''مسند امام حنبل (۱/۱۸۹) میں ایک روایت ہے جس میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زید کو کھانے پر بلایا اور زید نے انکار کیا اور پھر آنحضرت ﷺ نے اس تاریخ سے کبھی بھی بتوں پر ذبح کیا ہوا کھانا نہیں کھایا'' لیکن اس روایت کے راویوں کا حال نہیں ملتا، اور یوں بھی بخاری کے سامنے اس روایت کی کیا وقعت ہے۔''(۸۴)

میکسم روڈنسن نے بھی مارگولیتھ کی اس روایت کا حوالہ دیئے بغیر لکھا ہے کہ:

"We are told else where that he (The

Holy Prophet) sacrificed a sheep to the goddess 'Uzza. One little known tradition has him offering meat which had been sacrificed to idols to a monotheist, no refused it and rebukedhim."(85)

مارگولیتھ نے اپنے وسیع مذہبی مطالعہ کے باوجود مندرجہ بالا مفروضات کیلئے ''ولہاؤسن'' کے علاوہ کسی عربی ماخذ کی سند پیش نہیں کی جبکہ بعثت سے قبل کے دور کے متعلق بنیادی عربی ماخذات میں صراحت موجود ہے، سیرت ابن ھشام میں نبوت سے پہلے آپؐ کی عبادات یا رسم ورواج میں کسی ایسی بات کا ذکر موجود نہیں ہے (دلچسپ بات یہ ہے کہ مارگولیتھ نے اپنی متذکرہ تصنیف کے مراجع میں ''سیرت ابن ھشام'' کا بطور خاص ذکر کیا ہے) بلکہ ابن ھشام کی روایت تو یہ ہے کہ ''آپؐ جوان ہوگئے مگر جاہلیت کی خباثت اور ناپاکی سے کبھی آلودہ نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؐ کی نبوت اور کرامت مقصود تھی لہٰذا آپؐ کو جاہلیت کی آرائشوں سے ہمیشہ محفوظ رکھا''(۸۶)

لیکن اس کے باوجود مستشرقین اپنے مزعومہ مفروضات کیلئے بے جوڑ دلائل سوچتے رہتے ہیں اور پیش کرتے رہتے ہیں۔ مارگولیتھ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا حجر اسود کو چومنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ نے بعثت سے قبل بتوں کی عبادت کی ہے۔ حجر اسود کے متعلق اسلامی روایات میں تفصیل موجود ہے اور مارگولیتھ کو اسلام پر عبور کا دعویٰ بھی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس قسم کی دور کی کوڑیاں لائیں تو اس کو ہٹ دھرمی کے علاوہ کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک اہم پہلو بت پرستی کے خلاف جہاد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مکہ کے ''سردار اور رؤسا'' مل کر آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور اپیل کی کہ: ''اپنے بھتیجے محمد ﷺ کو سمجھائیں کہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا نہ کہیں اور ہمارے آباؤاجداد کو گمراہی میں مبتلا قرار نہ دیں اور ہمیں بے وقوف نہ کہیں۔''(۸۷)

اسماعیل راجی الفاروقی نے مندرجہ بالا مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"Your nephew slanders our gods, calls our ancestors to have been misguided and looks upon us as fools."(88)

ابن کثیرؒ نے امام بیہقی کے حوالہ سے حضرت زید بن حارثہؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

''اساف و نائلہ کے نام تانبے کا ایک بت تھا، جسے طواف کرتے وقت مشرکین چھوا کرتے تھے۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں بھی طواف کر رہا تھا چنانچہ جب اس بت کے پاس سے گزرا تو اسے چھودیا۔آپؐ نے منع کیا مگر میں نے اپنے جی میں کہا میں اسے ضرور چھوؤں گا تا کہ دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو آپؐ نے فرمایا۔''کیا تم باز نہیں آئے''(۸۹)

ڈرمنگھم ای نے قبل از بعثت زندگی کے متعلق ایک واقعہ ایسا بیان کیا جس میں علمی تحقیقی اصولوں کو نظر انداز کرنے کے علاوہ تاریخی حقائق کو بھی غلط رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔

ابن کثیر نے امام بیہقی کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے جو حضرت علیؓ کی سند سے ہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ اہل جاہلیت عورتوں کے قصد وارادہ سے جو کام کیا کرتے تھے مجھے دوراتوں کے سوا کبھی اس قسم کا جاہلانہ خیال تک نہیں آیا مگر ان دونوں موقعوں پر بھی اللہ نے میرے حفاظت کی۔ایک رات میں مکہ کے بعض نوجوانوں کے ساتھ تھا، ہم بکریاں چرا رہے تھے، میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تم میری بکریاں دیکھتے رہنا تا کہ میں مکہ جا کر قصہ گویوں کی مجلس میں شامل ہو جاؤں۔چنانچہ جب میں مکہ میں داخل ہوا اور پہلے ہی گھر کے قریب پہنچا تو وہاں گانے بجانے کی آواز آئی۔لوگوں سے دریافت کیا، یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے یہ منظر دیکھنے کے لئے بیٹھا لیکن مجھے ایسی نیند آئی کہ سورج نکلنے کے بعد ہی آنکھ کھلی۔دوسری شب بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔''(۹۰)

ابن اثیر اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:''جاہلیت کے زمانہ میں لوگ جو کام کرتے تھے، میں نے بجز دو بار کے کبھی ان کا قصد وارادہ نہیں کیا مگر دونوں بار اللہ تعالیٰ میرے اور اس کام کے درمیان حائل ہو گیا اور پھر میں نے اس طرح کے کام کا کبھی ارادہ نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی نبوت سے سرفراز فرمایا۔''(۹۱)

طبری کے الفاظ بھی قریب قریب اسی طرح کے ہیں۔(۹۲)

مندرجہ بالا روایات جب ڈرمنگھم کے ہاتھ لگیں تو انہوں نے لکھا کہ:''محمد ﷺ کو دو بار خیال ہوا کہ شہر (مکہ) کے اطراف میں پہنچ کر شہرت اور نوجوانی کے لطف ولذت سے متمتع ہوں۔'' مگر اچانک ایسی صورت پیش آ گئی کہ وہ اس سے باز رہے۔''(۹۳)

یہاں ایک دفعہ پھر کہنا پڑتا ہے کہ مستشرقین کو اس واقعہ کیلئے بھی سیاہی ہمارے ہاں سے دستیاب ہوئی ورنہ اصل واقعہ یہ ہے کہ علامہ ابن کثیر نے اسے نقل تو کیا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس کے متعلق صراحت کردی ہے کہ یہ (واقعہ) نہایت غریب ہے اور یہ روایت نہایت ضعیف ہے اور اس کے بعض سلسلے حضرت علیؓ پر جا کر ختم ہو گئے ہیں یعنی یہ روایت مسند کے بجائے موقوف ہے۔ لیکن مستشرقین کو اس سے کیا غرض کہ یہ روایت ضعیف ہے یا موقوف ہے اور کتنے مستشرقین ہیں جو موقوف روایت کے احکام جانتے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی نے واقعہ کی صحیح صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> ''عرب میں افسانہ گوئی کا عام رواج تھا، راتوں کو لوگ تمام اشغال سے فارغ ہو کر کسی مقام پر جمع ہوتے تھے۔ ایک شخص جس کو اس فن میں کمال ہوتا تھا، داستان شروع کرتا تھا، لوگ بڑے شوق سے رات بھر سنتے تھے۔ بچپن میں ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے بھی اس جلسہ میں شریک ہونا چاہا تھا لیکن اتفاق سے راہ میں شادی کا کوئی جلسہ تھا، دیکھنے کیلئے کھڑے ہو گئے، وہیں نیند آ گئی، اُٹھے تو صبح ہو چکی تھی۔ ایک دفعہ اور ایسا ہی اتفاق ہوا اس دن بھی یہی اتفاق پیش آیا، چالیس برس کی مدت میں صرف دو دفعہ اس قسم کا ارادہ کیا لیکن دونوں دفعہ توفیق الٰہی نے بچا لیا کہ تیری شان ان مشاغل سے بالاتر ہے۔'' (۹۴)

آخر میں یہ بات کہ مارگولیتھ نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے تو اس میں صاف اور واضح طور پر یہ صراحت موجود ہے کہ ﴿کانوا یعبدون﴾ جمع کا صیغہ ہے جو کفار مکہ کی طرف راجع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب سونے سے پہلے لات وعزیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ مذکورہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کا لات وعزیٰ کی عبادت سے انکار بھی کھلے اور واضح الفاظ میں موجود ہے لہٰذا اس طرح اس کی اس دلیل کیلئے بھی ان کے دیگر دلائل کی طرح کوئی معقول بنیاد میسر نہیں۔

مستشرقین کے بہت سے دیگر تضادات کی طرح نبی کریم ﷺ کے ابتدائی زندگی اور بعد کے مراحل کے متعلق بھی تضادات وابہامات کے شکار ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے سوا کوئی علاج نہیں۔ مثلاً S.A. Nigosian لکھتے ہیں:

"Little is known of the early life of Muhammad."(95)

جبکہ دوسری طرف فیلپ کے حٹی جیسا متعصب مستشرق لکھتا ہے کہ:

"Muhammad: Though born within the full light of history the historical Muhammad (Muhammad "highly praised" about (570 - 632) eludes us."(96)

حوالہ جات

(۵۱) القرآن: آل عمران، الایۃ ۷۱

(۵۲) ایضاً ۷۸

(۵۳) Muhammad at Mecca, W.M. Watt. p. 33, 34

(۵۴) Life of Mohamet, W. Irving, New York, 1811, p.34

(۵۵) سیرت ابن ھشام: ۱۷۳/۱

(۵۶) البدایہ والنہایہ، علامہ ابن کثیر: ۲۷۴/۲

(۵۷) سیرۃ النبی ﷺ: ۴۹۰/۳

(۵۸) خطباتِ احمدیہ، سرسید احمد خان، ص: ۶۶۴-۶۵

(۵۹) حیات محمدؐ، ہیکل محمد حسین (اردو ترجمہ)، ص: ۱۲۳

(۶۰) The Life of Muhammad, Sir W. Muer, p.37; Ibid. A literary historyof the Arabs, Nicholson R.A., New Yark, 190, p.147 - 148

(۶۱) القرآن، الم نشرح: ۳-۱

(۶۲) The Life of Mohamet, E. Dermengham, p.251-2, Translated into English by Arabetta Yorke, 1930.

(۶۳) The Life of Muhammad, Sir W. Muer, p.6-7.

(۶۴) Ibid, p. 19 - 20.

(۶۵) القرآن۔ ۴۶:۲۲

(۶۶) سیرۃ النبیؐ، سید سلیمان ندوی: ۴۹۸/۳

(۶۷) حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہؒ: ۷۴/۲

(۶۸) سیرۃ النبیؐ، سید سلیمان ندوی: ۴۹۹/۳

(۶۹) سیرۃ النبیؐ، شبلی نعمانی: ۲۵۳/۱

(۷۰) حیاۃ محمد، ہیکل محمد حسین (اردو ترجمہ)۔ ص: ۱۳۳

(۷۱) صحیح بخاری، باب المناقب۔ حدیث زید بن عمرو بن نفیل؛

ایضاً۔ سیرت سرورِ عالمؐ۔ مولانا مودودی، ۱۰۴/۲، ۱۰۵

(۷۲) القرآن: التکویر۔ الایۃ ۹

(۷۳) Muhammad, Maxim Rodinson, Penguin Books, 1968, p. 48,49

(۷۴) مسند امام حنبل: ۴/۲۲۲

(۷۵) The Life of Muhammad, D.S. Margoliouth, p. 69, 70

(۷۶) سیرۃ النبیؐ، شبلی نعمانی:۱/۱۲۰

(۷۷) Muhammad, Maxim Rodinson, Penguin Books, 1968, p. 51

(۷۸) The Life of Mahomet (Translated into English by Arabella Yourke, 1930, p.75

(۷۹) The Dictionary of National Biography, (ed.) L.G. Wickham, 1931, p. 597

(۸۰) Muhammad, The Rise of Islam, D.S. Margoliouth, p.61

(۸۱) Ibid, p.70

(۸۲) Muhammad, The Rise of Islam, p.71

(۸۳) صحیح البخاری، باب المناقب، ذکر زید بن عمرو بن نفیل

(۸۴) سیرۃ النبیؐ، مولانا شبلی نعمانی:۱/۱۲۰(حاشیہ)

(۸۵) Muhammad (Translated from the French) by Anne Carter, Maxim Rodinson, p. 49

(۸۶) سیرت ابن ھشام:۱/۱۹۴

(۸۷) سیرت ابن ھشام:۱/۶۶-۳۶۵

(۸۸) The Life of Muhammad (Muhammad Hussain Haykal) Translated, By Ismail R. Al-Faruqi, 1976, p. 87-90

(۸۹) البدایہ والنہایہ:۲/۲۸۸

(۹۰) نفس المصدر:۲/۲۸۷

(۹۱) الکامل فی التاریخ: ۲/۳۸

(۹۲) تاریخ طبری۔ص:۲۷۹

(۹۳) The Life of Mahomet, Dermenghan, p. 69

(۹۴) سیرۃ النبیؐ: ۱/۱۲۵

(۹۵) World Faiths, S.A. Nigosian, p.189

(۹۶) Islam and West, P.K. Hitti, p.9